اعتقادی واصلاحی موضوع پرنایاب علمی رسالہ

تقبیل الصحابة
ید رسول اللہ ﷺ ورجلہ ورأسہ الشریف وحکم التقبیل عامة

﴿تالیف﴾

شیخ الاسلام

امام محمد عابد السندی الانصاری الحنفی

رئیس علماء المدینة المنورة فی عصرہ المتوفیٰ ۱۲۵۷ھ

﴿تخریج و تحقیق﴾

مفتی ابن مفتی، مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ

﴿ترجمہ﴾

فضیلۃ الاستاذ **مفتی ابو محمد اعجاز احمد**

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، رابطہ:021-32439799

نام کتاب : تقبیل الصحابة ید رسول اللہ ﷺ

تصنیف : شیخ الاسلام امام محمد عابد السندی الانصاری الحنفی

تخریج وتحقیق : مفتی ابن مفتی، مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ

ترجمہ : فضیلۃ الاستاذ مفتی ابو محمد اعجاز احمد

سن اشاعت : شوال المکرّم 1435ھ۔اگست 2014ء

سلسلۂ اشاعت نمبر : 244

تعداد اشاعت : 3700

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے شروع سے اپنے قارئین کومختلف عنوانات پر مواد دیا ہے تا کہ اُن کے عقائد واعمال کے اصلاح ہو،اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ رسالہ ”تقبیل الصحابة ید رسول اللّٰہ ا ورجلہ و رأسہ الشریف وحکم التقبیل عامة“ بھی ہے جو ہمارے اس خطے کے ایک عظیم عالم،فقیہ،محقق،محدّث علامہ محمد عابد انصاری سندھی حنفی متوفی ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ہے جو پیدا تو یہاں ہوئے مگر اپنی زندگی کا زیادہ حصہ عرب میں گزارا یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں اپنے وقت میں رئیس العلماء قرار پائے،آپ نے مختلف عنوانات پر کئی کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں اور مخدوم محمد عابد علیہ الرحمہ کے پانچ رسائل کی برادرم حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ نے بڑی محنت سے تخریج وتحقیق فرمائی تھی اور اس کی طباعت کا انتظام بھی فرمایا تھا پھر برادرم حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز اویسی مدظلہ نے ان کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا جوطباعت کے زیور سے آراستہ ہوئے۔جن کے نام درج ذیل ہیں:

الصارم المسلول علی من انکر التسمیة بعبد النبي وعبد الرسول

رسالة فی کرامات الاولیاء والتصدیق بها

رسالة فی حکم اطعام الطعام فی مناسبات الفرح او الترّح

التوسل وأحکامه وأنواعه

رسالة فی تقبیل الصحابة ید رسول اللّٰہ ﷺ ورأسه الشریف

اُن میں سے ایک رسالہ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۴۴ویں نمبر پرشائع کر رہی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنّف،محقق،مترجم اوراراکین ادارہ سب کوجزائے خیرعطافرمائے۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم الحدیث والافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

شیخ الاسلام الفقیہ الامام

محمد عابد السندی الانصاری المدنی علیہ الرحمہ

نام ونسب :

محمد عابد بن احمد علی بن محمد مراد بن محمد یعقوب ایوبی انصاری سندی،علمائے کرام کے درمیان آپ شیخ محمد عابد سندی کے نام سے معروف ہیں،آپ علیہ الرحمہ کی نسبتوں میں ایوبی وانصاری کی نسبتیں دراصل صحابی رسول حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہیں کیونکہ آپ انہی کی اولادامجاد میں سے ہیں۔

پیدائش :

آپ علیہ الرحمہ پاکستان کے موجودہ صوبے سندھ کے ایک معروف شہر **”سیوھن“** [اسے سیوَن اور سیوستان بھی کہتے ہیں] میں جو کہ حیدرآباد کے شمال میں واقع ہے پیدا ہوئے،اِسی نسبت سے آپ سندی [سندھی] کہلائے،بعض مؤرخین نے آپ علیہ الرحمہ کے نام کے ساتھ مکی،مدنی،یمنی اورزبیدی نسبتوں کا بھی ذکر کیا ہے تو یہ تمام نسبتیں باعتبار سکونت کے ہیں۔

سیوھن وہ مشہور زمانہ علاقہ ہے جہاں سے بہت سے نابغۂ روزگار اشخاص صفحات تاریخ کی رونق بنے اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے،انہی حضرات ذی وقار میں ملک پاکستان کی ایک نمایاں روحانی ہستی حضرت سیدنا عثمان مروندی المعروف سیدنا لعل شہباز قلندر نور اللہ ضریحہ کی ہے،آپ علیہ الرحمہ نے بھی دنیا کے مختلف ممالک میں سفر کے بعد اسی مقام کو مرکز تبلیغ بنایا اور یہاں رہتے ہوئے اطراف واکناف عالم میں اعلائے کلمۃ الحق کی صدائیں بلند کیں،الغرض یہ خطۂ ارضی زمانہ قدیم ہی سے اپنی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اوراق

تاریخ کا ایک روشن وحسین باب رہا ہے۔

شجرہ نسب :

آپ علیہ الرحمہ کے پردادا حضرت شیخ محمد یعقوب انصاری علیہ الرحمہ نے اپنے شجرہ نسب کو باقاعدہ مرتب فرمایا پھر ان کے بیٹے اور شیخ محمد عابد سندی کے دادا شیخ الاسلام محمد مراد انصاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "دفینۃ الطالب" میں اپنے نام کے اضافے کے ساتھ اسے شامل کیا، یہ کتاب چار ضخیم جلدوں میں مکتبہ محمودیہ میں مخطوط کی صورت میں موجود ہے، اسی کتاب کی چوتھی جلد کے صفحہ ۱۳۱ پر یہ شجرہ موجود ہے:

[شیخ محمدعابد بن شیخ احمد علی بن] محمد مراد المعروف القاضی الواعظ بن حافظ محمد یعقوب المعروف القاری بن محمود المعروف حافظ ممّون بن حاجی عبد الرحمن المعروف القاری بن عبد الرحیم زینت القراء بن محمد انس بن عبد اللّٰہ بن محمد جابر بن محمد خالد بن مالك بن ابو عوف بن حسان بن سالم بن اشعث بن متّ بن صحابی جلیل حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ وعن ذریتہ :

میزبان رسول حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب یوں ہے:

ابو ایوب خالد بن زید انصاری خزرجی نجاری عدوی بن کلیب بن ثعلبه بن عبد عمرو بن عوف بن غُنم بن مالك بن نجار بن ثعلبه بن خزرج۔ (کذا فی الطبقات لابن سعد)

شادی واولاد :

شیخ محمد عابد سندی انصاری علیہ الرحمہ ۱۲۰۸ھ میں اپنے چچا شیخ محمد حسین بن محمد مراد

انصاری علیہ الرحمہ کے ساتھ ہجرت کر کے یمن تشریف لے گئے اور وہاں "حُدَیْدَۃ" نامی علاقے میں سکونت اختیار کی، کچھ عرصے تک یہی تحصیل علم میں مشغول رہے پھر امام یمن اور صنعاء کے حاکم منصور کے طلب کرنے پر ۱۲۱۳ھ میں صنعاء تشریف لے گئے، حاکم صنعاء نے آپ علیہ الرحمہ کی فن طب میں مہارت وشہرت کی وجہ سے بطور خاص انہیں اپنا طبیب مقرر کیا۔

اسی زمانے میں آپ نے حاکم صنعاء کے وزیر علی عماری کی بیٹی "دھما" سے شادی کی ، اکثر سیرت نگاروں کو تلاش وبسیار کے باوجود ان کی بیوی کے نام کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا لیکن اللہ تعالی کے فضل سے ہمیں خود شیخ عابد سندی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر سے اس بارے میں پتہ چلا۔

وہ یوں کہ شیخ محمد عابد سندی علیہ الرحمہ کے پاس "مجمع الزوائد للھیثمی" کا ایک نسخہ تھا جو اس وقت مکتبہ محمودیہ میں تحت رقم ۴۵۷ موجود ہے، اس کی پہلی جلد کے ابتدائی صفحات پر شیخ نے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے کچھ رسائل نقل کیے ہوئے ہیں، ان میں سے دوسرے نمبر پر رسالہ " بزوغ الھلال فی الخلال الموجبۃ لظلال " للسیوطی نقل کیا ہے ، اسی کے اخیر میں شیخ نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی ہے:

هذا خط زوجتی دهما المرحومة بنت وزیر امام الیمن علی العماری المرحوم

یعنی یہ میری مرحومہ بیوی دھما کی تحریر ہے جو کہ امام یمن کے وزیر علی عماری مرحوم کی بیٹی تھی۔

علامہ قاضی شوکانی نے البدر الطالع ۱/ ۴۴۶ میں ان کے والد کے بارے میں لکھا ہے:

وزیر علی بن صالح عماری صنعانی ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔

علامہ شوکانی نے اپنی کتاب میں ان کی بہت تعریف وتوصیف لکھی ہے، مزید تفصیل کے لیے اصل ماخذ کی طرف رجوع کریں۔

اکثر سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ شیخ محمد عابد سندی علیہ الرحمہ کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اللہ تعالی جل جلالہ نے آپ کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا،

البتہ یہ دونوں بہت جلد انتقال کر گئے تھے۔

☆ شیخ محمد عابد سندی علیہ الرحمہ نے شرح صحیح مسلم کی جلد اول پر یہ تحریر لکھی تھی:

میں نے اس کتاب کو مع بقیہ اجزا کے علامہ صارم الدین سید ابراہیم بن سید عبداللہ حوثی کو فروخت کیا۔

حقیر محمد عابد سندی فی ذی القعدة ۱۲۳۰ھ

☆ اسی تحریر کے بعد علامہ ابراہیم حوثی علیہ الرحمہ کی درج ذیل تحریر بھی ملتی ہے:

میں نے اس شرح کو آنکھوں کی ٹھنڈک وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن محمد عابد انصاری سندی کو ہبہ کیا۔

ابراہیم بن عبداللہ حوثی فی ذی القعدة ۱۲۳۰ھ

لہٰذا اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن نامی بھی تھا جسے علامہ ابراہیم حوثی علیہ الرحمہ نے شیخ عابد سندی علیہ الرحمہ سے کتاب خرید کر ہبہ کی تھی اور اس کے لیے اصلاح احوال کی دعا بھی فرمائی تھی، البتہ وہ بیٹا جلد ہی وصال کر گیا تھا۔

آج اگرچہ شیخ محمد عابد سندی انصاری علیہ الرحمہ کی اولاد جسمانی روئے زمین پر موجود نہ بھی ہو لیکن ان کی اولاد معنوی مثلاً کتابیں اور شاگردین کا سلسلہ علمی علام اسلام کے ہر گوشے میں فیض آفریں ہے، اللہ تعالیٰ ﷻ اس سلسلے کو روزِ قیامت تک یوں ہی ثمر بار رکھے۔ آمین

شیوخ واساتذہ کرام علیہم الرحمہ :

۱۔ شیخ الاسلام محمد مراد الانصاري السندي (شیخ عابد سندی کے دادا) [المتوفی ۱۱۹۸ھـ]

۲۔ شیخ احمد علی بن شیخ الاسلام محمد مراد الانصاري (شیخ عابد سندی کے والد)

[المتوفی ۱۲۰۲ھـ]

۳۔ شیخ محمد حسین بن شیخ الاسلام محمد مراد الانصاري السندي (شیخ عابد سندی کے چچا) [المتوفی ۱۲۱۱ھـ]

٤۔ شیخ صالح بن محمد بن نوح بن عبد الله بن عمر بن موسیٰ العمري الفلاني المدني [المتوفی ۱۲۱۸ھـ]

٥۔ شیخ احمد بن ادریس ابو العباس العرایشي الحسني المغربي [المتوفی ۱۲۵۳ھـ]

٦۔ شیخ عبدالملك بن عبد المنعم بن محمد تاج الدین القلعي المكي [المتوفی ۱۲۲۸ھـ]

۷۔ شیخ محمد زمان الثاني بن محبوب الصمد بن محمد زمان الاوّل السندي [المتوفی ۱۲٤۷ھـ]

۸۔ شیخ محمد طاهر بن شیخ محمد سعید بن محمد سنبل المكي الحنفي [المتوفی ۱۲۱۸ھـ]

۹۔ شیخ یوسف بن محمد بن علاء الدین المزجاجي الزبیدي الحنفي [المتوفی ۱۲۱۳ھـ]

۱۰۔ شیخ صدیق بن علی المزجاجي الزبیدي الحنفي [المتوفی ۱۲۲۹ھـ]

تصنیف وتالیف کی صورت میں علمی جواہر پارے :

۱۔ منحة الباري فی جمع روایات البخاري [صحیح بخاری کی بے مثال خدمت]

۲۔ شرح تفسیر البیضاوی لثلاثة اجزاء من القرآن الكریم

۳۔ ترتیب مسند الامام ابي حنیفة بروایة الحصكفي

٤۔ المواهب اللطیفة فی شرح مسند الامام ابي حنیفة [فقہ حنفی کی عظیم اساس]

٥۔ ترتیب مسند الامام الشافعي

٦۔ معتمد الالمعي المهذّب فی حل مسند الامام الشافعي المرتّب

٧۔ شرح تیسیر الاصول مختصر جامع الاصول لابن الدبیع

٨۔ شرح بلوغ المرام لامام ابن حجر العسقلاني

٩۔ کشف الباس عما رواه ابن عباس مشافهة عن سید الناس

١٠۔ سُلافة الالفاظ فی مسالك الحُفّاظ

١١۔ ایجاز الالفاظ لاعانة الحفاظ

١٢۔ مجالس الابرار

١٣۔ شرح ألفیة السیوطي فی مصطلح الحدیث

١٤۔ حصر الشارد من اسانید محمد عابد [شیوخ واساتذہ سے اخذ کردہ اَسانید کا تذکرہ]

١٥۔ روضة الناظرین فی اخبار الصالحین

١٦۔ طوالع الانوار شرح الدر المختار [دُرمختار کی سب سے ضخیم وفائق شرح]

١٧۔ الابحاث فی مسائل الثلاث

١٨۔ رسالة فی اخراج زکاة الحَبّ بالقیمة

١٩۔ الزام عساکر الاسلام بالاقتصار علی القلنسوة طاعة للامام

٢٠۔ تغیّر الراغب فی تجدید الوقف الخارب

٢١۔ الحظّ الاوفر لمن اطاق الصوم فی السفر

٢٢۔ کفُّ الاماني عن سماع الاغاني

٢٣۔ الخیر العام فی احکام الحمّام

٢٤۔ منال الرجاء فی شروط الاستنجاء

٢٥۔ نافع الخلق فی الطب

٢٦۔ غُنیة الزّکي فی مسألة الوصي

٢٧۔ القول الجمیل فی ابانة الفرق بین تعلیق الزوج وتعلیق الوکیل

٢٨۔ فكّ المِحنة بمعالجة الحُقْنة

٢٩۔ الصارم المسلول علی من انکر التسمیة بعبد النبي وعبد الرسول [مشمولہ کتاب ہٰذا]

٣٠۔ رسالة فی کرامات الاولیاء والتصدیق بها [مشمولہ کتاب ہٰذا]

٣١۔ رسالة فی حکم اطعام الطعام فی مناسبات الفرح اوالترّح [مشمولہ کتاب ہٰذا]

٣٢۔ التوسل وأحکامه وأنواعه [مشمولہ کتاب ہٰذا]

٣٣۔ رسالة فی تقبیل الصحابة ید رسول اللہ ﷺ ورأسه الشریف [مشمولہ کتاب ہٰذا]

وفات حسرت آیات :

شیخ محمد عابد سندی انصاری علیہ الرحمہ نے مختلف مما لک میں سکونت اختیار کی اور اسلام کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا اور دنیا کے اطراف واکناف سے آئے ہوئے بے شمار طالبان علم دین کو سیراب کیا لیکن آخر عمر مبارک میں آپ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور یہاں آپ کو علمائے مدینہ منورہ کا ''رئیس'' قرار دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا کردہ توفیق سے اسی مدینۂ رسول میں سترہ ۱۷ ربیع الاوّل ۱۲۵۷ھ کو وصال فرمایا اور حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مزار کے احاطے میں دار عقیل کی سمت تدفین کا شرف حاصل کیا، اِس طرح آپ علیہ الرحمہ کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو جنت البقیع مین مدفن کی سعادت عطا فرمائی۔

تقبيل الصحابة

يد رسول الله ﷺ ورجله و رأسه

الشريف وحكم التقبيل عامة

الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

و خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ ھداۃ الدین

﴿ سوال ﴾

حمد وصلوٰۃ کے بعد محمد عابد بن شیخ احمد علی انصاری خزرجی ایوبی نسباً سندی مولداً عرض کرتا ہے کہ مجھ سے بعض ایسے افراد نے بایں الفاظ سوال کیا جن کی مخالفت مجھ سے ممکن نہیں تھی کہ کیا احادیث مبارکہ میں اس بات کی کوئی وضاحت موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کے دست اَقدس اور پیشانی وقدمین شریفین یا دیگر اَعضائے کریمہ کے بوسے لیا کرتے تھے یا ایسا نہیں ہے؟

ہمیں اس بارے میں صریح نقول کے ذریعے وضاحت سے آگاہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کو ہر بھلائی سے سرفراز فرمائے اور ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

"وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم تسلیمًا"

﴿ جواب ﴾

جان لو! کہ سر، ہاتھ، پیشانی یا دیگر اَعضائے جسمانی کا بوسہ لینا یا تو بطور شہوت ہوتا ہے تو میاں بیوی کے علاوہ دیگر افراد کے لیے ایسے بوسے کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں یا پھر بطور شفقت ومحبت ہوتا ہے جیسا کہ باپ کا اپنے بچے کا بوسہ لینا اور ایسا بوسہ بالکل جائز ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا کرتے تھے اور اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیا جس وقت وہ بخار کی حالت میں تھیں

،جیسا کہ سنن ابوداؤد کی روایت میں ذکر موجود ہے۔

اور بوسہ لینے کی یہ صورت اکثر اوقات شفقت واظہار محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی صورت میں حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بوسہ لینا بھی شامل ہے، جیسا کہ امام ابوداؤد نے (اپنی سنن میں) اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایات کیا ہے۔

یا پھر بوسہ لینا بطور تعظیم ہوتا ہے تو ایسا بوسہ عالم دین، عادل بادشاہ یا دینی عزت وشرف کے حامل افراد مثلاً علوی وغیرہ کے لیے تو جائز ہے کہ اس میں دراصل حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت ملحوظ ہوتی ہے لیکن اِن کے علاوہ دیگر افراد کے لیے ایسے بوسے کے جواز میں کوئی دلیل موجود نہیں اور نہ ہی ہمیں اس بارے میں کوئی دلیل ملی ہے کہ جسے ہم ذکر کرتے۔

اور مذکورہ افراد (عالم دین، عادل بادشاہ وغیرہ) کے ہاتھوں کو چومنے کے بارے میں کسی نے بھی انکار نہیں کیا ہے کیونکہ کثیر قوی دلائل اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس اور قدمین شریفین کے بوسے لیے تھے۔

صحابہ کرام کا حضور نبی کریم ﷺ
کے دست اَقدس اور قدمین شریفین کے بوسے لینا

﴿1﴾ امام ابو داؤد (اپنی سنن میں) اور امام بخاری ''الادب المفرد'' میں حضرت سیدنا زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ عبدالقیس قبیلہ کے وفد کے ہمراہ تھے:

قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ
رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَيْهِ:

ترجمہ: جب ہم مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو ہم اپنی سواریوں سے اُترے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں اور قدمین شریفین کا بوسہ لیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم ۵۲۲۵، الادب المفرد للبخاری، باب تقبیل الرجل، رقم ۱۰۰۴)

﴿2﴾ امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد اُن کا فرمان لکھتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھوں کو چوم لیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلة الید، رقم ۵۲۲۳، سنن کبری للبیہقی، ۷/۱۰۱)

﴿3﴾ امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب بھی حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوتیں اور دست اَقدس کو بوسہ دیتیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی القیام، رقم ۵۲۱۶، سنن ترمذی، باب فضل فاطمہ، رقم ۳۸۲۸)

﴿4﴾ امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) حضرت سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں:

ہم لوگ بیٹھے ہوئے آپس میں مذاق کر رہے تھے کہ اچانک ہم میں سے ایک شخص بلند آواز سے مسکرانے لگا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے چھڑی کی نوک سے دبایا تو اس نے عرض کی مجھے اس کا بدلہ چاہیے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، لے لو: اُس نے عرض کی آپ ﷺ پر تو قمیص ہے لیکن مجھ پر تو قمیص نہیں تھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص مبارک اوپر اٹھادی تو اس نے فوراً منہ ڈال کر مہر والی جگہ کا بوسہ لے لیا اور عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول! میرا اسے بوسہ لینے کا ہی ارادہ تھا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلة الجسد، رقم ۵۲۲۴)

﴿5﴾ امام طبرانی علیہ الرحمہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ اِن کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے دست اقدس کو پکڑ کر چوم لیا۔

(معجم کبیر للطبرانی، ۱۹/ ۹۵، مجمع الزوائد للہیثمی، ۸/۴۲، رقم ۱۲۷۹۷)

﴿6﴾ امام طبرانی ''معجم اوسط'' میں سند جید کے ساتھ حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی اور اُن کا بوسہ لیا تھا اور مجھ پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

(معجم اوسط للطبرانی، رقم ۶۶۱، معجم کبیر للطبرانی، رقم ۱۰۴۸۳، مجمع الزوائد للہیثمی، ۸/ ۸۵، رقم ۱۲۷۹۹)

﴿7﴾ امام حاکم علیہ الرحمہ ''مستدرک'' میں حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے دست اقدس اور قدمین شریفین کا بوسہ لیا۔ (مستدرک للحاکم، کتاب البر والصلة، ۵/ ۲۴۰، رقم ۷۴۰۵)

﴿8﴾ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ علیہم الرحمہ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی قوم کے کچھ افراد نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس اور قدمین شریفین کا بوسہ لیا۔'' قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ''

(سنن ترمذی، کتاب الاستیذان، رقم ۲۷۳۳، سنن نسائی، باب السحر، رقم ۴۰۸۳، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، رقم ۳۷۰۵، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب ص ۱۲۶، شرح السنہ للبغوی، ۱۱/ ۲۹۲)

لہٰذا جب بعض حالات و واقعات میں صحابہ کرام کا حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس اور قدمین شریفین کو چومنا ثابت ہوگیا تو عالم دین، عادل بادشاہ اور معظم دینی افراد کے ہاتھ، پاؤں کے بوسہ لینے کے جواز پر بھی دلیل قوی ہوگئی اگرچہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک میں تو ایسے فضائل شریفہ و مناقب حمیدہ اور علم لدنی، عمومی سیادت اور شرافت نسبی کے وہ بزرگانہ کمالات و اَوصافات ہیں کہ کسی ایک کو بھی اُن اَوصاف کا حامل نہیں قرار دیا جاسکتا (کہ یہ تو صرف حضور علیہ السلام ہے ہی کے شایاں ہیں) البتہ آپ ﷺ کے مذکورہ بالا تین اَوصافات میں سے جسے بھی حصہ ملا تو اس کے ہاتھ چومنے کے جواز پر اس کی روشنی میں دلیل موجود ہے اور آیات درج ذیل کا عموم بھی اِسی طرف اشارہ کررہا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ :(سورۂ احزاب ۳۳، آیت ۲۱)

ترجمہ: فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔

وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا :(سورۂ نور ۲۴، آیت ۵۴)

ترجمہ: اور اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاجاؤ گے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا : (سورۂ حشر ۵۹، آیت ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو۔

نیز حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی اسی جانب مشیر ہے:

اِنَّ أَخْشَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا

ترجمہ: بیشک تم لوگوں میں اللہ تعالی جل جلالہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی معرفت والا میں ہوں۔ (صحیح بخاری، رقم ۲۰، کشف الخفاء، رقم ۲۰۷، اسنی المطالب، رقم ۱۶۵)

اسی لیے (ہاتھ پاؤں) چومنے کے جواز کو صرف حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی خاص نہیں کیا جائے گا۔

﴿9﴾ امام ترمذی سند حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص جب اپنے کسی بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے (تعظیماً) جھک کر ملے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، تو انہوں نے عرض کی پس کیا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹا کر بوسہ لے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، تو انہوں نے عرض کی، کیا وہ اس سے ہاتھ ملائے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں (ایسا کرے)۔ (سنن ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی المصافحہ، رقم ۲۷۲۸، مسند احمد، ۳/ ۱۹۸)

ہم اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

کہ یہ عالم دین اور دیگر معظم و دینی شرف کے حامل افراد ''جن کے ہاتھوں کا بوسہ لینا جائز

ہے‘‘ کے علاوہ پر محمول ہوگی۔اوراس بارے میں ہم کہتے ہیں:

﴿10﴾ حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کا بوسہ لینا ثابت ہے جبکہ وہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں گلے لگایا (اور پیشانی پر بوسہ لیا) جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی المعانقہ والقبلہ، رقم ۲۷۳۲، شرح معانی الآثار للطحاوی، ۴/۲۸۱)

﴿11﴾ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگایا اور اُن کے چہرے کا بوسہ لیا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چہرے کا بوسہ لیتے ہیں؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ابوالحسن! ابوبکر میرے نزدیک اُتنا ہی مقرب ہے جتنا کہ میں اپنے ربّ کی بارگاہ میں مقرب ہوں۔

تو یہ مذکورہ بالا تمام تر روایات (بوسے کو صرف حضور علیہ السلام ہی سے خاص) کرنے کے برخلاف ہیں اور انکار کرنے والے (جو حضور علیہ السلام کے علاوہ دیگر افراد دینی کے ہاتھ پاؤں کے بوسہ لینے کا انکار کرتے ہیں) وہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے ذریعے عدم جواز کا قول پیش کرتے ہیں اور اسی مقصد کے پیش نظر سائل کا سوال بھی ہے حالانکہ گلے ملنے کے جواز کے تو وہ بھی قائل ہیں اور دیکھا جائے تو اس میں بھی وہی معاملہ ہے جس کی بنا پر سائل نے سوال کیا تھا پس اگر صرف اس بنا پر بوسے کو حرام کہا جائے تو پھر گلے ملنا بھی حرام ہونا چاہیے لیکن اگر گلے ملنا حرام نہیں ہے تو بوسہ بھی حرام نہیں ہوگا۔

تو پتہ چلا کہ حدیث مذکورہ کا مفہوم جھکنے کے علاوہ میں معمول بہ نہیں ہے اور ہاتھ ملانے کا جواز تو واضح ہی ہے اس پر کوئی کلام ہی نہیں۔

اور جس مفہوم کو ہم نے بیان کیا ہے اس کی تائید خود حدیث انس رضی اللہ عنہ سے بھی ہو رہی ہے کہ جب کسی شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کے وقت (گلے

لگانے وغیرہ کے بارے میں) سوال کیا تو اس نے یہ نہیں پوچھا کہ بندہ جب کسی فضل وشرف والے شخص سے ملاقات کرے (تو کیا اُن سے بھی گلے مل سکتا ہے یا بوسہ لے سکتا ہے وغیرہ) اور جواب دراصل سوال کا محتاج ہوتا ہے (یعنی جیسا سوال ہوگا ویسا ہی جواب دیا جائے گا اور اپنی طرف سے احتمالات اور شقیں قائم کر کے جواب دینا ویسے بھی مناسب نہیں ہوتا)۔

اور یہ تمام باتیں بھی ہم نے صرف باہمی تعارض کو دُور کرنے کی غرض سے بیان کی ہیں حالانکہ اُسلوب کلام اس کے بغیر بھی ہمارے موقف پر واضح ہے جیسا کہ علم و آگہی رکھنے والے افراد پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔

پس اگر کہا جائے کہ آپ نے عدم خصوصیت کا استدلال اس بات سے کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کا بوسہ لیا اور بلاشبہ یہ بات تو حدیث مرفوع سے ثابت ہے اور ہم نے تو اس بارے میں سوال ہی نہیں کیا کیونکہ ہم تو کہتے ہیں جیسے صحابہ کرام کا حضور علیہ السلام کے ہاتھ، پاؤں کا بوسہ لینا خاص ہے اُسی طرح حضور ﷺ کا صحابہ کرام کے چہروں کو چومنا اور انہیں گلے لگانا بھی آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

تو بھلا آپ نے دیگر اہل علم وشرف حضرات کیلئے اس سے بوسہ لینے کا جواز کہاں سے اخذ کر لیا؟ حالانکہ یہ بات تو ایسی احادیث کے ذریعے ہی متحقق و معلوم ہوگی جس میں موجود ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بغیر انکار کے باہم ایسا کیا کرتے تھے اور اگر ایسی احادیث نہ ہوں تو خصوصیت کا معاملہ برقرار رہے گا؟؟۔

﴿جواب﴾ ہم کہتے ہیں کہ خصائص میں احتمال کا معاملہ بھی ثابت ہوتا ہے اس لیے اگر یہ بات نہ ہو تو ہر وہ کام جسے شارع علیہ السلام نے خود ادا فرمایا وہ خصوصیت کا حامل قرار پائے گا جب تک کہ اس کا مشروع ہونا (بندوں کیلئے) ثابت نہ ہو جائے اور یہ بات تو قرآن مجید اور محققین علمائے نقل وعقل کے بھی خلاف ہے۔

اور جولوگ ایسے چومنے کو منع کرتے ہیں تو ان کے نزدیک اس کی وجہ غیراللہ کی تعظیم کا پایا جانا ہے اور غیراللہ کی تعظیم حرام ہے لیکن اگر بات ایسی ہی ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ اس سے لازم بچتے جیسا کہ ماقبل حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان گزرا:

اِنَّ أَخۡشَاکُمۡ وَأَعۡلَمَکُمۡ بِاللّٰہِ أَنَا

ترجمہ: بیشک تم لوگوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی معرفت والا میں ہوں۔ (صحیح بخاری، رقم ۲۰، کشف الخفاء، رقم ۲۰۷، اسنی المطالب، رقم ۱۶۵)

کیونکہ کثرت کے ساتھ ناپسندیدہ اُمور سے آپ ﷺ کا بیزار ہونا ثابت ہے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لَا تَطۡرُوۡنِیۡ کَمَا أُطۡرِیَ عِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ:

ترجمہ: (میری شان میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لینا اور) **مجھے یوں نہ بڑھا دینا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مبالغہ کیا گیا** (اور انہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بیٹا قرار دیا گیا، معاذ اللہ):

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم ۳۴۴۵، مسند احمد، ۱/ ۵۵، شرح السنہ للبغوی، ۱۳/ ۲۴۶)

نیز اسی کی مثل یہ فرمان بھی ہے:

اِنۡ کِدۡتُّمۡ لَتَفۡعَلُوۡنَ فِعۡلَ فَارِسِ وَالرُّوۡمِ یَقُوۡمُوۡنَ عَلَی مُلُوۡکِھِمۡ:

ترجمہ: کیا تم لوگ بھی اہل فارس وروم کی طرح کرنا چاہتے ہو کہ وہ لوگ اپنے بادشاہوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

اور یہ اس وقت ارشاد فرمایا جب حضور نبی کریم ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرمارہے تھے تو صحابہ کرام نے تعظیم رسالت کے پیش نظر کھڑے ہوکر نماز ادا کی اور انہیں امام کے بیٹھے ہوئے ہونے کی صورت میں اُس کے پیچھے نماز ادا کرنے (کی کیفیت) کے بارے میں علم نہ تھا حتی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ صَلَّی جَالِسًا فَصَلُّوۡا جُلُوۡسًا أَجۡمَعُوۡنَ: (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، رقم ٦٨٨)

ترجمہ: اگر (امام) بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی (اس کے پیچھے) بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

(بخاری شریف میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان کسی پہلی بیماری کی صورت میں تھا لیکن آخری مرض وصال میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی اور صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز ادا فرماتے رہے اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا، لہٰذا اسی آخری فعل کو احکام میں اختیار کیا جائے گا۔ ابو محمد غفرلہ)

پس حضور ﷺ کی یہ حالت مبارکہ تھی کہ صحابہ عوام کے ایسے تعظیمی عمل کو بھی ناپسند فرمایا تو بھلا اُس عمل سے کیوں کرنا گواری ظاہری نہیں فرمائی جسے آپ جانتے تھے کہ وہ صحابہ کرام کیلئے حرج ومشقت کا باعث ہوگا حالانکہ آپ ﷺ تو اپنی وسعت علمی کے کمال کی بنا پر یہ بھی جانتے تھے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی سختی سے پیروی کرنے والے اور آپ ﷺ کے طریقے پر ہی انحصار کرنے والے ہوں گے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ سے ایسے معاملات کا صدور تو کئی مرتبہ ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ کی پناہ! کہ آپ ﷺ ایسا کام کریں جس میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے لیے گناہ ہو اور پھر انہیں اس فعل کے اپنے ساتھ ہی خاص نہ ہونے پر تنبیہ بھی نہ فرمائیں۔ (کیونکہ حضور علیہ السلام نے اگر کبھی کوئی خصوصیت والا کام کیا یا اس کا حکم دیا تو ساتھ ہی اس کی تخصیص بھی واضح فرمادی مثلاً ایک شخص کو چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی میں ذبح کرنے کی اجازت دی لیکن ساتھ ہی فرمادیا کہ تیرے علاوہ کسی کے لیے حلال نہیں، اسی طرح حضرت خزیمہ کی تنہا گواہی کو دو کے برابر قرار دیا اور فرمایا تیرے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں وغیرہ)

حاصل کلام یہ کہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بغیر کسی چون وچراں اور بحث وتفتیش کے صراحتً اِن کی پیروی کرنے پر دلالت کررہی ہیں جیسا کہ ذرا سی بھی سمجھ بوجھ رکھنے والے پر پوشیدہ نہیں اور صریح دلائل اس بات پر بھی موجود ہیں کہ صحابہ کرام باہم (بطور شفقت ومحبت) ایک دوسرے کا بوسہ لیا کرتے تھے اور ان میں سے کوئی ایک بھی اس بارے میں دوسرے پر انکار نہیں کرتا تھا۔

صحابہ کرام اور دیگر بزرگان دین

سے بوسے کے جواز کا ثبوت

﴿12﴾ امام طبرانی علیہ الرحمہ حضرت یحییٰ بن حارث ذماری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع ؓ سے ملاقات کی تو عرض کیا:

بَایَعْتَ یَدَکَ ھٰذِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ؟ فَقَالَ نَعَمْ

فَقُلْتُ أَعْطِنِیْ یَدَکَ أُقَبِّلْھَا فَأَعْطَانِیْھَا وَقَبَّلْتُھَا:

کیا آپ نے ان ہاتھوں سے حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا، جی ہاں! میں نے عرض کی، مجھے اپنے ہاتھ دیجیے، تو انہوں نے مجھے اپنے پکڑائے، تو میں نے انہیں بوسہ دیا۔ (معجم کبیر للطبرانی، ۲۲/۹۴، رقم ۲۲۶، مجمع الزوائد للہیثمی، ۸/۸۴، رقم ۱۲۷۹۷)

امام ہیثمی علیہ الرحمہ نے فرمایا، اِس روایت کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

امام محبّ طبری نے اپنی کتاب "الریاض النضرة" میں "الصفوة" سے نقل کیا ہے کہ صاحب صفوۃ نے ''فضائل ابی بکر'' میں حضرت سیدنا ابورجاء عطاردی ؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میں مدینے میں آیا تو لوگوں کو دیکھا کہ ایک جگہ جمع ہیں اور ایک شخص کو دیکھا جو دوسرے کے بوسے لے رہا ہے اور کہتا جارہا ہے میں تجھ پر فدا! اگر تم نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے۔

میں نے لوگوں سے پوچھا یہ بوسے لینے والا کون ہے اور جس کو چوم رہا ہے وہ کون ہے؟ تو لوگوں ے جواب دیا، یہ بوسے لینے والے سیدنا عمر ؓ ہیں جو حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے سر کے بوسے لے رہے ہیں۔

انہوں نے مانعین زکوٰۃ والے مرتد قبائل سے جہاد کیا جس کی وجہ سے وہ لوگ اِن کے پاس جھکتے ہوئے حاضر ہوئے (تو اسی خوشی میں حضرت عمر ؓ ان کا بوسہ لے رہے ہیں)

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ۱/۱۴۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''الاصابہ'' میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ رضی اللہ عنہما کے ترجمہ میں امام شعبی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے:

حضرت سیدنا زید بن ثابت ؓ سوار ہوئے تو حضرت سیدنا ابن عباس ؓ نے اِن کی سواری کی لگام تھام لی تو انہوں نے فرمایا: اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے! ایسا مت کیجئے، تو انہوں نے فرمایا:

ھٰکَذَا أُمِرْنَا أَنْ نَفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا

ہمیں یہی حکم ملا ہے کہ اپنے علمائے کرام کے ساتھ ایسا سلوک کریں (اور ان کے ساتھ ایسی تعظیم سے پیش آئیں) تو حضرت زید بن ثابت ؓ نے اُن کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا:

ھٰکَذَا أَنْ نَفْعَلَ بِأَھْلِ بَیْتِ نَبِیِّنَا

ہمیں بھی ایسا ہی حکم ملا ہے کہ اہل بیت نبوت رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا سلوک کریں۔

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ للعسقلانی، ۲/۴۹۱، مستدرک للحاکم، ۴/۵۲۴، رقم ۵۸۴۰)

امام بیہقی علیہ الرحمہ حضرت ابورافع ؓ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت سیدنا عمر ؓ نے روم کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس میں حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ بھی تھے پس وہ گرفتار ہوگئے تو روم کے بادشاہ نے کہا کہ نصرانی مذہب اختیار کرلو تو میں تمہیں اپنے ملک میں جاگیر دے دوں گا؟ آپ ؓ نے اس بات سے انکار فرمایا تو اس نے کہا کہ انہیں لٹکا دیا جائے۔

تو آپ کو لٹکا دیا گیا پھر اس نے کہا ان پر تیر برسائے جائیں لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں ہوا تو انہیں اتارا گیا پھر اس نے کہا کہ بڑا برتن لاؤ اور اس میں پانی ڈال کر خوب گرم کرو پس اس میں قیدیوں کو ڈالا گیا جس سے ہڈیاں ابلنے لگیں تو ان سے کہا گیا کہ اگر تم نے نصرانی مذہب اختیار نہیں کیا تو تمہیں بھی اس میں ڈال دیا جائے گا پس جب انہیں ڈالنے کے لیے لے جایا جارہا تھا تو یہ رونے لگے، بادشاہ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمنا کر رہا ہوں کہ کاش میری سو جانیں ہوتیں اور وہ بھی یکے بعد دیگر اللہ تعالیٰ ﷻ کی راہ میں اسی طرح قربان ہوتیں۔

تو یہ سن کر بادشاہ نے کہا میرے سر پر بوسہ دو میں تمہیں جانے دوں گا آپ نے فرمایا کیا سارے مسلمانوں کو بھی آزاد کر دیا جائے گا اس نے کہا ہاں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کو چوما تو اس نے سب کو آزاد کر دیا، جب یہ لشکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اُن کے سر کا بوسہ لیا۔

امام ابن عساکر نے اس واقعہ کو حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصولاً بھی روایت کیا ہے اور ''فوائد'' میں اسے ہشام بن عثمان نے امام زہری علیہ الرحمہ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی،۳/ ۳۵۸، تاریخ دمشق الکبیر،۱۲/ ۱۰۶، اسد الغابہ لابن اثیر،۳/۲۱۴)

پس یہ احادیث نہایت واضح ہیں کہ صحابہ کرام ایسے بوسے کا انکار نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے راحت محسوس کرتے تھے اور حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس قول پر بھی کسی نے انکار نہیں کیا کہ ہمیں بھی یہی حکم ملا ہے کہ اہل بیت نبوت رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی ذی شرف شخصیت کے ہاتھوں کا بوسہ لینا حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے جائز کردہ ہے کیونکہ صحابی رسول کا کہنا ''ہمیں حکم دیا گیا ہے'' دراصل مرفوع ہونے کے حکم میں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کا بھی قول اس درجے کا نہیں ہو سکتا جیسا کہ امام ابن الصلاح نے **''مقدمة فی علوم الحدیث''** میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے **''شرح نخبة الفکر''** میں اس بات کی تحقیق لکھی ہے۔

اور جو فعل حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے حکم کردہ ہو اگر اسے نہ کیا جائے تو گناہ گار ہونا لازم آئے گا اسی لیے جو شخص کسی معظم دینی شخص کے ہاتھوں کو نہیں چومتا تو دراصل وہ گناہ گار اور حکم

نبی ﷺ کی خلاف ورزی کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ:

ترجمہ: پس وہ لوگ ڈریں جو رسول کے امرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آ پہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا۔

(سورۂ نور۲۴، آیت ۶۳)

پس جب بوسہ نہ لینے والے کے بارے میں یہ حکم ہے (کہ وہ شارع علیہ السلام کی خلاف ورزی کرنے والا ہے) تو اس شخص کے بارے میں بھلا کیا خیال ہے؟ جو سرے سے ہی اس کا منکر ہے، بیشک ایسے شخص کا وبال و گناہ بہت بڑا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ ﷻ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں۔

محققین ائمہ کرام سے ہر زمانے میں بوسہ لینے کا ثبوت

علمائے کرام کا ہر زمانے میں ہاتھوں کو بوسہ دینے کے بارے میں معمول رہا ہے اور اس بارے میں کسی نے بھی کوئی انکار و اعتراض نہیں کیا ہے جیسا کہ امام ابن السنّی نے **''عمل الیوم واللیلة''** میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

میں حضرت امام ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ کے پاس موجود تھا کہ حضرت سیدنا شبلی علیہ الرحمہ تشریف لائے تو ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہوئے اور اِن سے گلے ملے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تو میں نے عرض کی یا سیدی! آپ نے شبلی علیہ الرحمہ کے ساتھ آج کیسا معاملہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، میں نے اِن کے ساتھ وہی عمل کیا ہے جسے خواب میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو اِن کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور میں نے بھی حضور علیہ السلام سے ایسا ہی سوال کیا تھا کہ یارسول اللہ! آپ شبلی کے ساتھ ایسا فرما رہے ہیں؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد آیت ﴿ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ : (سورۂ توبہ۹، آیت ۱۲۸) **ترجمہ:** بیشک

تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے، تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے﴾ پڑھ کر پھر مجھ پر دُرود پڑھتا ہے۔اس واقعے کو حافظ ابوموسیٰ مدینی علیہ الرحمہ اور دیگر نے نقل کیا ہے۔

(جلاء الافہام لابن قیم، ۱۵۷، الصلات والبشر للفیروزآبادی، ۱۰۳، تاریخ بغداد للخطیب، ۱۴/ ۳۹۶)

حضرت سیدنا سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

عالم دین اور عادل بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا سنت ہے تو حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان کے سر کا بوسہ لیا۔

(تبیین الحقائق للزیلعی، ۶/ ۲۵، مجمع الانہر للشیخ زادہ، ۴/ ۲۰۵)

اور امام مسلم بن حجاج قشیری ''صاحب صحیح'' کا واقعہ بھی معروف ہے کہ آپ نے امام بخاری علیہ الرحمہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور اُن کے پاؤں کے بوسہ لینے کی خواہش کی۔

(مقدمہ فتح الباری لابن حجر، ۴۸۹)

تو ان واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے بعد علمائے کرام بھی اس طرح کے بوسوں سے (جو بطور محبت وتعظیم ہوں) راحت محسوس کرتے تھے اور اس کا انکار نہیں کرتے تھے چہ جائیکہ وہ اس کے انکار میں سختی کرتے اور عالم دین کے (ہاتھ، پاؤں) کے بوسہ لینے پر دلالت کرنے والی وہ روایت جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کا بوسہ لیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیّت بعد الموت، رقم ۱۲۴۱، سنن نسائی، رقم ۱۸۴۰)

اور اسی طرح حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کا بوسہ لیا۔ تو انہیں احادیث کی بنیاد پر محققین ائمہ کرام نے میت کے بوسہ لینے کے جواز کو بھی بیان کیا ہے۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی تقبیل المیّت، رقم ۹۸۹)

اسی بنا پر محدثین کرام کی ایک جماعت نے فرمایا ہے:

جب میت کا بوسہ لینا جائز ہے تو تمہارا بھلا اس عالم دین کے بارے میں کیا خیال ہے جو

ابھی زندہ ہے اور لوگ اس کے ذریعے دین میں فائدہ حاصل کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینے والے صرف علم دین کی تعظیم ہی کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں۔

بہر حال یہ وہ آخری کلام تھا جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سوال کے جواب میں مجھ پر منکشف فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے بندوں میں اس کی رحمت ومغفرت کے سب سے زیادہ محتاج محمد عابد بن شیخ احمد علی انصاری نسباً سندی مولداً نے بہ عجلت اسے تحریر کیا ہے اور یہ جواب سن ۱۲۲۲ھ کو ''الحدیدة المحروسة'' میں میرے داخل ہونے کے وقت لکھا گیا در ایں حال کہ میں مزید مقامات کی جانب پابہ رکاب ہوں۔

أسأل الله تعالى العفو والغفران والفوز بالجنة والرضوان انه على ذلك قدير و بالاجابة جدير و صلى الله تعالى على سيدنا محمد و آله أصحابه وسلّم تسليمًا مباركاً طيبًا :

﴿فہرس المصادر والمراجع﴾

۱۔ **اثبات عذاب القبر**، للبیهقی: (ت:۴۵۸ھ) تحقیق: محمد حسن اسماعیل مطبعة دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی سنة (۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴م)

۲۔ **احیاء العلوم الدین**، للغزالی (ت:۵۰۵ھ) مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، الطبعة سنة (۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹م)

۳۔ **اخبار اصفهان**، لـلأصبهانی (ت:۴۳۰ھ) مطبعة بدیل مدینة لیدن، الطبعة الاولی سنة (۱۹۳۱م)

۴۔ **الاخلاص**، لابن ابی الدنیا (ت:۲۸۱ھ) تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا مطبعة المکتبة العصریة، بیروت، الطبعة الاولی سنة (۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۶م)

٥۔ **الادب المفرد** ،لـلبخاری (تـ:٢٥٦ھـ) مطبعة مؤسسة الکتب الثقافیة، الطبعة الثانیة سنة (١٤١٧ھـ/١٩٩٦م)

٦۔ **أسد الغابة** ،لابن الاثیر (تـ:٦٣٠ھـ) تحقیق : علي محمد معوض، مطبعة دار الکتب العلمیة ، بیروت ، الطبعة الاولی

٧۔ **أشعة اللمعات شرح مشکاة المصابیح**، لعبد الحق الدهلوي (تـ:١٠٥٢ھـ)مطبعة تیج کمار، لکنهؤ ، الهند ، الطبعة التاسعة سنة (١٩٦٣ھـ)

٨۔ **الاصابة فی تمیز الصحابة** ، لابن حجر العسقلاني (تـ:٢٥٢ھـ) تحقیق : عادل احمد عبد الموجود ، مطبعة دار الکتب العلمیة ، بیروت ، الطبعة الاولی سنة (١٤١٥ھـ)

٩۔ **انباء الانباء فی حیاة الانبیاء** ،ابو الحسن السندي ، تحقیق : غلام مصطفیٰ القاسمي ، مطبعة الشاه ولی الله ، السند ، الطبعة سنة (١٣٩٨ھـ/١٩٧٨م)

١٠۔ **البدایة والنهایة** ،لابن کثیر (تـ:٧٧٤ھـ) تحقیق : الدکتور ریاض عبد الحمید مراد ، مطبعة دار ابن کثیر، دمشق ، الطبعة الاولی سنة (١٤٢٨ھـ/٢٠٠٦م)

١١۔ **تاریخ الاسلام** ،لـلذهبی(تـ:٧٤٨ھـ)تحقیق : الدکتور عمر عبد السلام ، مطبعة دار الکتاب العربي ، بیروت ، الطبعة الثانیة سنة (١٤١٧ھـ/١٩٩٧م)

١٢۔ **تاریخ الامم والملوک** ، لـلطبری (تـ:٣١٠ھـ) تحقیق : علي مهنا ، مطبعة مؤسسة العلمي ، بیروت ، الطبعة الاولی سنة (١٤١٨ھـ/١٩٩٨م)

١٣۔ **تاریخ بغداد** ، لـلبغدادي (تـ:٨٦٣ھـ) تحقیق : مصطفیٰ عبد القادر عطا ، مطبعة دار الکتب العلمیة ، بیروت ، الطبعة الاولی سنة (١٤١٧ھـ/١٩٩٧)

١٤۔ **تاریخ الخلفاء** ،للسیوطي (تـ:٩١١ھـ) مطبعة دارمروان ، بیروت، الطبعة الاولی سنة (١٣٨٩ھـ/١٩٦٩م)

١٥۔ **تاریخ الخمیس**،للدیاربکري ، مطبعة مؤسسة شعبان ، بیروت، الطبعة الاولی سنة ۔

١٦۔ **تاریخ دمشق** ،لابن عساکر (تـ:٥٧١ھـ) تحقیق : محب الدین ابي سعید مطبعة دار الفکر ، بیروت، الطبعة الاولی سنة (١٤١٥ھـ/١٩٩٥م)

١٧۔ **تاریخ الکامل** ، لابن الاثیر (تـ:٦٣٠ھـ) تعلیق : نخبة من العلماء الباحثین مطبعة دار الکتب العربي ، بیروت،الطبعة الاولی

١٨۔ **التاریخ الکبیر**،لـلبخاري (تـ:٢٥٦ھـ) مطبعة دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة

الاولی سنة ۔

١٩۔ **اتحاف الزائر**،لابن عساکر (تـ:٦٨٦ھـ) تحقیق : حسین محمد علي شکري ، مطبعة دار الارقم ، بیروت ، الطبعة الاولی

٢٠۔ **التذکرة** ، لـلقرطبي (تـ:٦٧١ھـ) مطبعة دار الکتب العلمیة ، بیروت ، الطبعة الاولی سنة (١٤١٩ھـ/١٩٩٨م)

٢١۔ **الترغیب والترهیب** ،لـلمنذري (تـ:٦٥٦ھـ) تحقیق : محمد محي الدین عبد الحمید ، مطبعة السعادة ، الطبعة الاولی سنة (١٣٧٩ھـ/١٩٦٠م)

٢٢۔ **تفسیر ابن ابي حاتم** ،(تـ:٣٢٧ھـ) تحقیق : اسعد محمد الطیب، مطبعة مکتبة نزار مصطفی الباز ، مکة المکرمة ، الطبعة الثالثة سنة (١٤٢٤ھـ/٢٠٠٣م)

٢٣۔ **تفسیر البغوي** ،لـلامام البغوي (تـ:٥١٦ھـ) تحقیق : عبد الرزاق المهدي ، مطبعة دار احیاء التراث العربي ، بیروت، الطبعة الاولی سنة (١٤٢٠ھـ/٢٠٠٠م)

٢٤۔ **تفسیر الخازن** ،علاء الدین الخازن ، مطبعة دار الکتب العربیة الکبری ، مصر ، الطبعة الاولی سنة ۔

٢٥۔ **تفسیر الدر المنثور**، لـلسیوطي (تـ:٩١١ھـ) تحقیق : نجدت نجیب ، مطبعة دار احیاء التراث العربي ، بیروت ، الطبعةالاولی سنة (١٤٢١ھـ/٢٠٠١م)

٢٦۔ **تفسیر روح البیان** ، لامام اسماعیل حقي (تـ:١١٣٧ھـ) مطبعة عثمانیة ، الطبعة الاولی سنة (١٣٣٠ھـ)

٢٧۔ **تفسیر الطبري** ، لابن جریر الطبري (تـ:٣١٠ھـ) تحقیق : الدکتور عبد الله الترکي ، مطبعة دار عالم الکتب ، بیروت ، الطبعة الاولی سنة (١٣٢٤ھـ/٢٠٠٣م)

٢٨۔ **تفسیر القرطبي** ،(تـ:٦٧١ھـ) تحقیق : الدکتورعبدالله الترکي ، مطبعة مؤسسة الرسالة ، بیروت ، الطبعة الاولی سنة (١٤٢٧ھـ/٢٠٠٦م)

٢٩۔ **التفسیر الکبیر**، لـلرازي (تـ:٦٠٦ھـ) مطبعة مکتبة النهبة ، مصر، الطبعة الاولی سنة (١٣٥٣ھـ/١٩٣٤م)

٣٠۔ **جلاء الافهام** ،لابن قیم (تـ:٧٥١ھـ) تحقیق : زائد احمد النشیري ، مطبعة دار عالم الفوائد، مکة المکرمة ، الطبعة الاولی سنة (١٤٢٥ھـ)

٣١۔ **جمع الجوامع** ، لـلسیوطي (تـ:٩١١ه) تحقیق : خالد عبد الفتاح شبل ، دار الکتب

العلمية ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤٢١هـ/٢٠٠٠م)

٣٢ـ **خلاصة الوفاء باخبار المصطفى** ﷺ ، للسمهودى (ت:٩١١هـ) مطبعة دار احياء الكتب العربية القاهرة ، مصر

٣٣ـ **در الثمين في مبشرات النبي الامين** ﷺ ، ولى الله الدهوي (ت:١١٧٦هـ) مطبعة سني دار الاشاعت ، فيصل آباد ، باكستان

٣٤ـ **الدرة الثمينة فى اخبار المدينة** ، لابن النجار (ت:٦٤٣هـ) المطبعة دار الارقم ، بيروت

٣٥ـ **دلائل النبوة** ، لابي نعيم الاصفهاني (ت:٤٣٠هـ) مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية ، الهند ، الطبعة الثانية سنة (١٣٦٩هـ/١٩٥٠م)

٣٦ـ **دلائل النبوة** ،للبيهقي (ت:٤٥٨هـ) تحقيق : الدكتور عبد المعطي قلعجي ، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤٠٥هـ/١٩٨٥م)

٣٧ـ **دلائل النبوة** ، للمستغفري (ت:٤٣٢هـ) تحقيق : الدكتور احمد بن فارس ، مطبعة دار النوادر، الكويت ، الطبعة الاولى سنة (١٤٣١هـ/٢٠١٠م)

٣٨ـ **ردالمحتار على الدر المختار** ، لابن عابدين الشامي (ت:١٢٥٢هـ) مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الاولى سنة (١٤١٥هـ/١٩٩٤م)

٣٩ـ **الرسالة القشيرية** ، لابي القاسم القشيري ، (ت:٤٦٥هـ) تحقيق : معروف زريق ، مطبعة دار الخير، بيروت ، الطبعة الثالثة سنة (١٤١٦هـ/١٩٩٥م)

٤٠ـ **الروض الانف** ، للسهيلي (ت:٥٨١هـ) تحقيق : عبد الرحمن الوكيل ، مطبعة اداراحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤١٢هـ/١٩٩٢م)

٤١ـ **سبل الهدى والرشاد** ،للشامي (ت:٩٤٢هـ) تحقيق : شيخ احمد عبد الموجود ، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت،الطبعة الاولى سنة (١٤١٤هـ/١٩٩٣م)

٤٢ـ **سنن ابي داؤد** ، لامام سيلمان بن اشعث (ت:٢٧٥هـ) مطبعة دار السلام ، الرياض، الطبعة الاولى سنة (١٤٢٠هـ/١٩٩٩م)

٤٣ـ **سنن ابن ماجة** ، لامام ابن ماجة (ت:٢٧٣هـ) مطبعة دار السلام ، الرياض، الطبعة الاولى سنة (١٤٢٠هـ/١٩٩٩م)

٤٤ـ **سنن الترمذي** ، لامام ابي عيسىٰ الترمذي (ت:٢٧٩هـ) مطبعة دار السلام الرياض،

الطبعة الاولى سنة (١٤٢٠هـ/١٩٩٩م)

٤٥ـ **سنن الدارقطني** ،لامام دار قطني (ت:٣٨٥هـ) تحقيق : السيد عبد الله هاشم اليماني المدني ، مطبعة شركة الطباعة الفنية المتحدة ، الطبعة سنة (١٣٨٦هـ/١٩٦٦م)

٤٦ـ **سنن الدارمي** ، لامام ابي عبد الله الدارمي (ت:٢٥٥هـ) تحقيق : محمود احمد ، مطبعة دار المعرفة ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤٢١هـ/٢٠٠٠)

٤٧ـ **سنن الكبرى** ، للبيهقي (ت:٤٥٨هـ) مطبعة مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد دكن ، الهند ، الطبعة الاولى سنة (١٣٤٤هـ)

٤٨ـ **سنن النسائي** ، لامام احمد بن شعيب النسائي (ت:٣٠٣هـ) مطبعة دار السلام ، الرياض، الطبعة الاولى سنة (١٤١٦هـ/١٩٩٥م)

٤٩ـ **السيرة النبوية** ،لامام ابن اسحاق (ت:١٥١هـ) تحقيق : احمد فريد المزيدي، مطبعة دار الكتب العلمية، بيروت ، الطبعة الاولى سنة (١٣٢٤هـ/٢٠٠٤م)

٥٠ـ **شرح الزرقاني على المواهب اللدنية** ،لامام الزرقاني(ت:١١٢٢هـ) تحقيق : محمد عبد العزيز الخالدي ، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الاولى سنة (١٤٣٠هـ/٢٠٠٩م)

٥١ـ **شرح السنة** ، للبغوي (ت:٥١٦هـ) تحقيق : شعيب الارناووط، مطبعة المكتبة الاسلامي ، بيروت ، الطبعة الثانية سنة (١٤٠٣هـ/١٩٨٣م)

٥٢ـ **شرح المواقف** ،لامام السيد علي الجرجاني (ت:٨١٦هـ) تحقيق : محمود عمرالدمياطي ، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤١٩هـ/١٩٩٨م)

٥٣ـ **شعب الايمان** ،للبيهقي (ت:٤٥٨هـ) تحقيق : ابي هاجر محمد السعيد زغلول، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤١٠هـ١٩٩٠م)

٥٤ـ **الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ** ﷺ ، لامام ابي الفضل القاضي عياض (ت:٥٤٤هـ) مطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الاخيرة سنة (١٣٦٩هـ/١٩٥٠م)

٥٥ـ **شفاء السقام فى زرياة خير الانام** ﷺ ، للسبكي الشافعي (ت:٧٤٦هـ) مطبعة دائرة المعارف العثمانية ،حيدرآبار دكن ، الهند، الطبعة الثانية سنة (١٣٧١هـ/١٩٥٢م)

٥٦ـ **صحيح البخاري** ،لامام الائمة ابوعبد الله البخارى (ت:٢٥٦هـ) مطبعة دار السلام ، الرياض، الطبعة الثانية سنة (١٤١٩هـ/١٩٩٩م)

٥٧۔ **صحيح ابن حبان** ،لامام ابن حبان (ت:٣٥٤ھ) تحقيق : شعيب الارناووط ، مطبعة مؤسسة الرسالة ،بيروت، الطبعة الثانية سنة (١٣١٣ھ/١٩٩٣م)

٥٨۔ **صحيح ابن خزيمة** ، لامام خزيمة (ت:٣١١ھ) تحقيق : الدكتور محمد مصطفى الاعظمي، مطبعة المكتب الاسلامي ، بيروت ، الطبعة الاولى سنة (١٣٩٥ھ/١٩٧٥م)

٥٩۔ **اصطناع المعروف** ،لامام ابن ابي الدنيا (٢٨١ھ) مطبعة المكتب العصرية ، بيروت ، الطبعة الاولى سنة (١٤٢٦ھ/٢٠٠٦م)

٦٠۔ **عمل اليوم والليلة** ، لامام ابي بكر السني (ت:٣٦٤ھ) تحقيق : عبد القادر احمد عطا ، مطبعة دار المعرفة ، بيروت ، الطبعة سنة (١٣٩٩ھ/١٩٧٩م)

٦١۔ **فضائل الصحابة** ، لامام الائمة احمد بن حنبل (ت:٢٤١ھ) تحقيق : وصي الله محمد عباس، مطبعة مركز البحث العلمي، بجامعة اُم القرى ، مكة المكرمة

٦٢۔ **القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع**ﷺ، للسخاوي (ت:٩٠٢ھ) تحقيق: محمد عوامة ، مطبعة مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٣٢٢ھ/٢٠٠٢م)

٦٣۔ **كتاب القبور**، لامام ابن ابي الدنيا (ت:٢٨١ھ) مطبعة المكتب العصرية، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤٢٦ھ/٢٠٠٦م)

٦٤۔ **كنزالعمال**، لعلي المتقي (ت:٩٧٥ھ) مؤسسة الرسالة ، بيروت، الطبعة الاولى سنة

٦٥۔ **لمعات التنقيح فى شرح مشكاة المصابيح**،لعبد الحق الدهلوي (ت:١٠٥٢ھ) تحقيق : محمد عبد الله المفتي، مطبعة مكتبة المعارف العلمية لاهور، باكستان، الطبعة الاولى سنة (١٣٩٠ھ/١٩٧٠م)

٦٦۔ **ما ثبت من السنة فى ايام السنة** ، لعبد الحق الدهلوي (ت:١٠٥٢ھ) مطبعة محمدي ، لاهور، باكستان، الطبعة الاولى سنة (١٣٠٧ھ)

٦٧۔ **مجمع الزوائد** ، للهيثمي (ت:٨٠٧ھ) تحقيق : عبد الله محمد الدرويش، مطبعة دار الفكر ، بيروت ، الطبعة سنة (١٤١٤ھ/١٩٩٤م)

٦٨۔ **المرقاة فى شرح المشكاة** ، لامام منلا علي القاري (١٠١٤ھ) تحقيق : شيخ جمال عيتاني، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤٢٢ھ/٢٠٠١م)

٦٩۔ **المستدرک على الصحيحين** ، للحاكم (ت:٤٠٥ھ) تحقيق : عبد السلام علوش، مطبعة دارالمعرفة ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤١٨ھ/١٩٩٨م)

٧٠۔ **مسند ابي يعلي** ، لامام احمد بن علي التميمي (ت:٣٠٧ھ) تحقيق : حسين سليم اسد ، مطبعة دار المامون ، دمشق، الطبعة الثانية سنة (١٤١٠ھ/١٩٨٩م)

٧١۔ **مسند الامام احمد** ،لامام احمد بن حنبل (ت:٢٤١ھ) مطبعة دار صادر بيروت، الطبعة الاولى، ومطبعة مؤسسة الرسالة ، بيروت

٧٢۔ **مسند البزار**، لامام ابي بكر احمد البزار (ت:٢٩٢ھ) تحقيق : الدكتور محفوظ الرحمن زين الله ، مطبعة مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة ، الطبعة الاولى سنة (١٤١٦ھ/١٩٩٦م)

٧٣۔ **مسند الفردوس** ، لامام الديلمي (ت:٥٠٩ھ) تحقيق : فواد احمد الزمرلي، مطبعة دارالكتاب العربي، بيروت،الطبعة الاولى سنة (١٤١٧ھ/١٩٨٧م)

٧٤۔ **مشكاة المصابيح** ، للتبريزي (٧٣٧ھ) تحقيق : ناصر الدين الباني، مطبعة المكتب الاسلامي ، بيروت، الطبعة الثالثة سنة (١٤٠٥ھ/١٩٨٥م)

٧٥۔ **مصباح الظلام** ، لامام محمد بن موسىٰ المراكشي (ت:٦٨٣ھ) تحقيق : حسين محمد علي شكري ، دار الكتب العلمية ، بيروت

٧٦۔ **معجم الاوسط** ، لامام الطبراني (ت:٣٦٠ھ) تحقيق : الدكتور محمود الطحان ، مطبعة مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة الاولى سنة (١٤٠٥ھ/١٩٨٥م)

٧٧۔ **معجم الصغير**، لامام الطبراني (ت:٣٦٠ھ) تحقيق : عبد الرحمن محمد عثمان ، مطبعة دار الفكر، بيروت ، الطبعة الاولى سنة (١٤٠١ھ/١٩٨١م)

٧٨۔ **معجم الكبير**، لامام الطبراني (ت:٣٦٠ھ) تحقيق : حمدي عبد الحميد السلفي، مطبعةالقاهرة ، مصرالطبعة الاولى سنة (١٣٩٨ھ)

٧٩۔ **المواهب اللدنية** ، لامام القسطلاني (٩٢٣ھ) تحقيق : مامون بن محي الدين الجنان ، مطبعة دار الكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الاولى سنة (١٤١٦ھ/١٩٩٦م)

٨٠۔ **الوفاء باحوال المصطفىٰ** ﷺ ، لامام ابن الجوزي (ت:٥٩٧ھ) تحقيق : مصطفىٰ عبد الواحد ، مطبعة دار المعرفة ، بيروت

٨١۔ **وفاء الوفاء** ، للسمهودي (ت:٩١١ھ) تحقيق : محمد محي الدين عبدالحميد ، مطبعة السعادة ، مصر، الطبعة الاولى سنة (١٣٧٣ھ/١٩٥٤م)